© rasailojaraid.com

ضلعی حکومتیں...........ایک اور نیا تجربہ

قیام پاکستان سے لیکر اب تک وطن عزیز میں جمہوریت کے نام پر کئی تجربات ہو چکے ہیں۔ سرکاری غیر سرکاری جماعتی اور غیر جماعتی انتخابات ہوئے۔ لیکن کوئی ایک تجربہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ اور نہ ہی اس کی طبعی عمر پوری ہونے پائی۔ بلکہ عسکری حکومتیں مارشل لاء کی چھڑی سے انہیں گھر کا راستہ دیکھاتی رہیں اور نیا تجربہ کرنے کی منصوبہ بندی شروع ہو جاتی۔ بلدیاتی الیکشن سے لیکر سینٹ تک کئی مرتبہ یہ کھیل کھیلا جا چکا ہے۔ کسی ایک مرتبہ بھی ان اداروں کو مکمل آزادی کے ساتھ کام کرنے اور اپنے منشور پر عمل کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ کہہ کر ان اداروں کو توڑ دیا جاتا رہا کہ یہ ناکام ہو گئی ہے۔ جبکہ یہ بات معروف ہے کہ جب کسی کو کام کا موقعہ ہی نہ دیا گیا ہو۔ بھلا وہ اپنی کارکردگی کیسے دیکھا سکتا ہے۔ اور اس بات کی کیا ضمانت کہ آنے والے صحیح کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔ جبکہ وہی لوگ دوبارہ سہ بارہ منتخب ہو کر ان اداروں میں پہنچ جاتے ہیں۔

عسکری حکومتیں ہمیشہ بلدیاتی الیکشن دھوم دھام سے کراتی ہیں تا کہ یہ تاثر دیا جائے کہ ملک میں جمہوریت ہے۔

یہی صورت حال موجودہ حکومت میں پائی جاتی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم جمہوری حکومتوں سے بہتر جمہوری ماحول پیدا کر رہے ہیں۔ اور اصل جمہوریت بحال کرنے کیلئے بلدیاتی الیکشن مرحلہ وار پورے ملک میں منعقد کرائے گئے اور اب ناظمین کے انتخاب کے ساتھ یہ مرحلہ مکمل ہو گیا ہے، چونکہ یہ ضلعی حکومتوں پر مبنی بالکل منفرد اور نیا بلدیاتی نظام ہے اور 14 اگست سے انہیں اختیارات دے دیئے گئے۔ اور اب حکومتی کارندے بڑے زور شور سے یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس نظام سے انقلاب آ جائے گا۔ لوگوں کے حالات سنور جائیں گے۔ ان کے مسائل ان کے ضلعوں میں حل ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر تبصرہ کرنا قبل از وقت ہے۔ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے وقت بتائے گا آیا یہ ادارے اپنی مدت پوری بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ یا محض عسکری حکومت نے اپنی ضرورت کیلئے یہ ڈرامہ رچایا ہے؟ لیکن ایک بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے۔ کہ اس سے قبل بھی بلدیاتی الیکشن ہوتے رہے۔ اور تحصیل اور ضلع کے سربراہ بھی منتخب ہوتے رہے ہیں۔ شہروں کے میئر بھی بنتے رہے۔ لیکن عوامی مسائل جوں کے توں رہے۔ اب جبکہ وہی حالات ہیں؟ وہی آمدنی ہے؟ وہی وسائل ہیں؟ کیا لیبل تبدیل ہونے سے کچھ فرق پڑے گا؟ کیا اختیارات ملنے سے حالات سدھر جائیں گے؟

اصل جمہوریت کا دعویٰ کرنے والوں کی حقیقت اس وقت سامنے آ گئی۔ جب اپنے پسندیدہ ناظموں کو کامیاب کرانے کیلئے پوری حکومتی مشینری حرکت میں آ گئی۔ اور کونسلر حضرات کو نہ صرف مجبور کیا جاتا رہا۔ بلکہ انہیں سرکاری سرپرستی میں رکھ کر ووٹ حاصل کیئے گئے۔

الیکشن پر کروڑوں روپے صرف ہوتے ہیں اور آئے دن یہ ملک ایسے تجربات کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے بار بار الیکشن کے تجربات سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

موجودہ نظام کے مطابق ایک یونین کونسل سے ناظم نائب ناظم اور بڑی تعداد میں کونسلرز منتخب ہوئے ہیں۔ وہ بجائے خود ایک سوالیہ نشان ہیں۔ کہ ان کا مصرف کیا ہے؟

خواتین کے مسائل حل کرنے کیلئے 33% نمائندگی خواتین کو دی گئی ہے۔ اور جو خواتین اس مرحلے میں منتخب ہوئی ہیں۔

ان کی اکثریت ان پڑھ، حالات سے ناواقف اور خود کئی مسائل کا شکار ہیں۔ وہ کس طرح خواتین کے مسائل حل کریں گی۔ خصوصاً سندھ سے منتخب ہونے والی عمر رسیدہ اور کسی سہارے کے بغیر نہ چل سکنے والی کونسلرز کیا کریں گی؟ کیا محض نمائندگی سے مسائل حل ہو جائیں گے؟

ہماری آبادی کا 80% حصہ دیہاتوں میں مقیم ہے جہاں بنیادی ضرورتوں کا نہ صرف فقدان ہے بلکہ دور دور تک اس کے آثار بھی دیکھائی نہیں دیتے۔ غریب مفلس لوگ چھوٹے چھوٹے زمیندار اور ان کے بیوی بچے سارا دن کھیتوں میں محنت مزدوری کرتے ہیں تا کہ گھر کا خرچہ چل سکے وہ کیونکر تعلیم صحت اور دیگر سہولتوں کا تقاضا کریں گے۔ ان کے اصل مسائل تو روزگار ہے۔

اسلام آباد کے سرد کمروں میں بیٹھ کر یہ نظام مرتب کرنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ اس نظام کی عملی شکل ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس نظام کو قائم رکھنے اور چلانے کیلئے وسائل کی ضرورت ہے۔ جو نظر نہیں آتے؟

اس لئے ہم ارباب حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ وطن عزیز کے ساتھ رحم کریں اور جو نظام بھی لا رہے ہیں اس میں اخلاص پیدا کریں تا کہ اس کے مثبت نتائج سامنے آئیں۔ ورنہ جن خدشات کا اظہار کیا گیا۔ وہ لوگوں کو بدگمان کرنے کیلئے کافی ہیں۔ اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com